بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿فضائل و مسائل قربانی﴾

☆☆☆☆☆

قربانی کی اہمیت،قربانی کے فضائل

قربانی کے مسائل ،قربانی واجب ہے

قربانی کے جانور، جانورکی عمر،

شرکاء اور ان کی تعداد،قربانی کے ایام،

قربانی کے دن،قربانی کس پر واجب ہے؟

عمومی مسائل، گوشت کا حکم،

قربانی کی کھال کا حکم

مرتب

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مرکزی ناظم اعلی اتحاد اہل السنت و الجماعت پاکستان

سرپرست مرکز اہل السنت و الجماعت سرگودھا

چیف ایگزیکٹو احناف میڈیا سروس

islamicbooksinpdf.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی کی اہمیت

قربانی ایک عظیم الشان عبادت ہے۔حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے شروع ہوئی اورامت محمدیہ تک مشروع چلی آرہی ہے۔ ہرمذہب وملت کا اس پرعمل رہاہے۔قرآن کریم میں ایک جگہ ارشادہے:

''وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنْسَکاً لِیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَھُمْ مِنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ''(الآیۃ)(حج:۳۴)

ترجمہ: ہم نے ہرامت کے لئے قربانی مقررکی تاکہ وہ چوپائیوں کے مخصوص جانوروں پراللہ کانام لیں جواللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائے۔

قربانی کاعمل اگرچہ ہرامت میں جاری رہاہےلیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں خصوصی اہمیت اختیارکرگیا،اسی وجہ سے اسے''سنت ابراہیمی''کہاگیاہے۔کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محض خدا کی رضامندی کے لیے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کوقربانی کیلئے پیش کیاتھا۔اسی عمل کی یادمیں ہرسال ۔۔۔ن قربانیاں کرتے ہیں۔اس قربانی سے ایک اطاعت شعار ۔۔۔ن کویہ سبق ملتاہے کہ وہ رب کی فرمانبرداری اوراطاعت میں ہرقسم کی قربانی کے لئے تیاررہےاورمال ومتاع کی محبت کوچھوڑکرخالص اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیداکرے۔نیزقربانی کرتے وقت یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہئے کہ قربانی کی طرح دیگرتمام عبادات میں مقصودرضاءالٰہی رہے،غیر کے لیےعبادت کاشائبہ تک دل میں نہ رہے۔گویا ۔۔۔ن کی زندگی اس آیت کی عملی تفسیربن جائے:

''اِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ''.(انعام:۱۶۲)

ترجمہ: میری نماز،میری قربانی،میراجینا،میرامرنا،سب اللہ کی رضامندی کے لئے ہے جوتمام جہانوں کاپالنے والاہے۔

قربانی کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس پرمداومت فرمائی ہے۔حضرت عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْمَدِیْنَۃِ عَشَرَسِنِیْنَ یُضَحِّیْ''۔(جامع الترمذی:ج۱ص:۴۰۹:ابواب الاضاحی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا(اس قیام کے دوران)آپ قربانی کرتے رہے۔

قربانی کے فضائل

کئی احادیث میں قربانی کےفضائل واردہیں۔چندیہ ہیں۔

(۱):عَنْ زَیْدِ ابْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذِہ الْاَضَاحِیُّ قَالَ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ علیہ السلام قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْھَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ۔(سنن ابن ماجہ ص۲۲۶باب ثواب الاضحیہ)

ترجمہ: حضرت زیدبن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایاکہ رسول اللہ ﷺ کےصحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیایارسول اللہ ﷺ یہ

islamicbooksinpdf.blogspot.com

قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہمیں اس قربانی کے کرنے میں کیا ملے گا، فرمایا ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (پھر سوال کیا) یارسول اللہ ﷺ اون (کے بدلے میں کیا ملے گا) فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔

(2): ''عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَاعَمِلَ آدَمِیٌ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ اَنَّهٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ یَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِهَا نَفْساً ''۔ (جامع ترمذی ج ا ص ۲۷۵ باب ماجاء فی فضل الاضحیہ)

ترجمہ: عیدالاضحیٰ کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے بالوں سینگوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبولیت حاصل کرلیتا ہے لہذا تم خوشی دلی سے قربانی کیا کرو۔

(3) '' عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اُنْفِقَتِ الْوَرَقُ فِیْ شَیْئٍ اَفْضَلُ مِنْ نَحِیْرَةٍ فِیْ یَوْمِ الْعِیْدِ''۔ (سنن دارقطنی ص ۷۷۴ باب الذبائح، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۶۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی خرچ کی فضیلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہ نسبت اس خرچ کے جو بقرہ عید والے دن قربانی پر کیا جائے ہرگز نہیں۔

قربانی کے مسائل

قربانی واجب ہے:

ہر صاحب نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے۔ اس بارے میں قرآن وسنت میں کئی دلائل موجود ہیں۔ چند یہ ہیں:

(1) '' فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ''. (الکوثر:۲)

ترجمہ: آپ اپنے رب کی نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

مشہور مفسر علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''قَالَ عِکْرِمَةُ وَعَطَاءُ وَقَتَادَةُ فَصَلِّ لِرَبِّکَ صَلٰوةُ الْعِیْدِ یَوْمَ النَّحْرِ وَنَحْرُ نُسُکِکَ فَعَلٰی هٰذَا یَثْبُتُ بِهٖ وُجُوْبُ صَلٰوةِ الْعِیْدِ وَ الْاُضْحِیَّةِ ''۔ (تفسیر مظہری: ج:۱۰: ص:۳۵۳)

ترجمہ: حضرت عکرمہ، حضرت عطاءؒ اور حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ '' فَصَلِّ لِرَبِّکَ ''میں ''فصل'' سے مراد ''عید کی نماز'' اور ''وانحر'' سے مراد ''قربانی'' ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز عید اور قربانی واجب ہے۔

علامہ ابوبکر جصاص ؒ اپنی تفسیر ''احکام القرآن'' میں فرماتے ہیں:

'' قَالَ الْحَسَنُ صَلٰوةُ یَوْمِ النَّحْرِ وَنَحْرُ الْبُدْنِ ......قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ هٰذَاالتَّاوِیْلُ یَتَضَمَّنُ مَعْنَیَیْنِ اَحَدُهُمَا اِیْجَابُ

صَلوٰةِ الْاَضحیٰ وَالثَّانِیْ وُجُوْبُ الْاُضْحِیَّۃِ"۔(احکام القرآن للجصاص ج۳ص۴۱۹تحت سورۃ الکوثر)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اس آیت " فَصَلِّ لِرَبِّکَ " میں جونماز کا ذکر ہے اس سے عید کی نماز مراد ہے اور" وانحر" سے قربانی مراد ہے۔ حضرت ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:۔۱۔عید کی نماز واجب ہے۔۲۔قربانی واجب ہے۔

(2) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

"اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ کَانَ لَہٗ سَعَۃٌ وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا" ۔(سنن ابن ماجہ ص۲۲۶ باب الاضاحی ھی واجبۃ ام لا، مسند احمد ج۲ ص۳۲۱ رقم ۸۲۵۶، السنن الکبریٰ ج۹ ص۲۶۰ کتاب الضحایا، کنز العمال رقم ۱۲۲۶۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ بھٹکے۔

وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر آپ ﷺ نے سخت وعید ارشاد فرمائی اور وعید ترک واجب پر ہوتی ہے۔تو معلوم ہوا قربانی واجب ہے۔

(3) حضرت مخنف بن سلیمؓ سے روایت ہے:

"کُنَّا وُقُوْفاً عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ بِعَرَفَۃَ فَقَالَ یَااَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰی کُلِّ اَھْلِ بَیْتٍ فِیْ کُلِّ عَامٍ اُضْحِیَۃً وَعَتِیْرَۃً"۔(سنن ابن ماجہ ص۲۲۶ باب الاضاحی ھی واجبۃ ام لا، سنن نسائی ج۲ ص۱۸۸ کتاب الفرع والعتیرۃ)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی اور عتیرہ واجب ہے۔

اس حدیث سے دو قسم کی قربانیوں کا حکم معلوم ہوا ایک عید الاضحیٰ کی قربانی اور دوسرا عتیرہ۔

فائدہ: "عتیرہ" اس قربانی کو کہا جاتا ہے جو زمانہ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں بتوں کے نام پر ہوتی تھی اسلام آنے کے بعد اللہ کے نام پر ہونے لگی لیکن بعد میں اسے منسوخ فرمادیا گیا۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے:" نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْفَرْعِ وَالْعَتِیْرَۃِ"۔(سنن النسائی ج۲ ص۱۸۸ کتاب الفرع والعتیرہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمادیا۔

فائدہ: "فرع" اس بچہ کو کہا جاتا تھا جو اونٹنی پہلی مرتبہ جنتی تھی اور اس کو بتوں کے نام پر قربان کیا جاتا تھا، ابتداء اسلام میں یہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح ہوتی رہی لیکن بعد اسے میں منسوخ کر دیا گیا۔(زہر الربی علی النسائی للسیوطی ج۲ ص۱۸۸)

(4) حضرت جندب بن سفیان البجلیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں:" شَھِدْتُّ النَّبِیَّ ﷺ یَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ : مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلْیُعِدْ مَکَانَھَا اُخْریٰ وَمَنْ لَّمْ یَذْبَحْ فَلْیَذْبَحْ"۔(صحیح بخاری ج۲ ص۸۴۳ باب من ذبح قبل الصلوٰۃ اعاد)

islamicbooksinpdf.blogspot.com

ترجمہ: میں نبی ﷺ کے خدمت میں عید الاضحیٰ کے دن حاضر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عید کی نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر دیا تو اسے چاہیے کہ اس جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) ذبح نہیں کیا تو اسے چاہئے کہ (عید کی نماز کے) بعد ذبح کرے۔

اس میں آپ ﷺ نے عید سے پہلے قربانی کرنے کی صورت میں دوبارہ لوٹانے کا حکم دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ قربانی واجب ہے۔

قربانی کے جانور

جو جانور قربانی کے لیے ذبح کیے جاسکتے ہیں: بھیڑ، بکری، گائے، بھینس، اونٹ (نر، مادہ) ہیں۔ دلیل: قال اللہ تعالیٰ: " ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ...... وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ "۔ (انعام: ۱۴۴۔۱۴۳)

ترجمہ: آٹھ جانور ہیں دو بھیڑوں میں سے اور دو بکریوں میں سے، دو اونٹوں میں سے اور دو گائیوں میں سے۔

فائدہ: قربانی کے جانوروں میں بھینس بھی داخل ہے کیونکہ یہ بھی گائے کی ایک قسم ہے، لہذا بھینس کی قربانی بھی جائز ہے۔

دلیل: (1) حضرت حسن بصریؒ فرماتے: " اَلْجَامُوْسُ بِمَنْزِلَةِ الْبَقَرِ "۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۶۵ رقم ۱۰۸۴۸)

ترجمہ: بھینس گائے کے درجہ میں ہے۔

(2) امام مالک بن انس مدنیؒ فرماتے ہیں: " اِنَّمَا هِيَ بَقَرٌ كُلُّهَا "۔ (موطا امام مالک ص ۲۹۴ باب ماجاء فی صدقۃ البقر)

ترجمہ: یہ بھینس گائے ہی ہے (یعنی گائے کے حکم میں ہے) ایک مقام پر فرماتے ہیں: " اَلْجَوَامِيْسُ وَالْبَقَرُ سَوَاءٌ "۔ (کتاب الاموال لابن عبید ج ۲ ص ۳۸۵ رقم ۸۱۲)

ترجمہ: گائے اور بھینس برابر ہیں (یعنی ایک قسم کی ہیں)۔

(3) امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: " تُحْسَبُ الْجَوَامِيْسُ مَعَ الْبَقَرِ "۔ (مصنف عبد الرزاق ج ۴ ص ۲۳ رقم الحدیث ۶۸۸۱)

ترجمہ: بھینسوں کو گائے کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔

(4) اجماع امت: " وَاَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّ حُكْمَ الْجَوَامِيْسِ حُكْمُ الْبَقَرِ "۔ (کتاب الاجماع لابن منذر ص ۳۷)

ترجمہ: ائمہ حضرات کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔

(5) لغت: " اَلْجَامُوْسُ ضَرْبٌ مِّنْ كِبَارِ الْبَقَرِ "۔ (المنجد ص ۱۰۱) ترجمہ: بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔

حلال جانور کے سات اعضاء کھانا مکروہ ہیں:

دلیل: عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا، اَلدَّمَ وَالْحَيَاءَ وَالْاُنْثَيَيْنِ وَالْغُدَّةَ وَالذَّكَرَ وَالْمَثَانَةَ وَالْمَرَارَةَ۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۴۰۹، السنن الکبری للبیھقی ج ۱۰

islamicbooksinpdf.blogspot.com

ص ۷،باب مایکرہ من الشاۃ)

ترجمہ: حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بکری کے سات اعضاء کھانے کو پسند نہیں کرتے تھے۔(۱) خون،(۲) مادہ جانور کی شرمگاہ،(۳) خصیتین (۴) غدود(۵) نر جانور کی پیشاب گاہ (۶) مثانہ (۷) پتہ۔

جانور کی عمر

قربانی کے جانوروں میں بھیڑ،بکری ایک سال،گائے،بھینس دوسال اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے،البتہ وہ بھیڑ اور دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

دلیل:" عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذْعَةً مِّنَ الضَّأنِ "۔(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۵ باب سن الاضحیہ)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ پاک ﷺ نے فرمایا قربانی کے لیے عمر والا جانور ذبح کرو،ہاں اگر ایسا جانور میسر نہ ہو تو پھر چھ ماہ کا دنبہ ذبح کرو جو سال کا لگتا ہو۔

اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں:

نمبر(1)اس میں آپ ﷺ نے قربانی کے جانور کے لیے لفظ "مسنہ" استعمال فرمایا ہے بقول امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ فقہاء کرام احادیث کے معانی و مطالب زیادہ جانتے ہیں۔(جامع الترمذی ج ۱ ص ۱۹۳ باب غسل المیت)

چنانچہ جمہور فقہاء کرامؒ نے "مسنہ" کا مطلب یہ فرمایا کہ اس سے مراد "الثنی" یعنی وہ جانور ہے جس میں عمر کا لحاظ رکھا گیا ہو،چنانچہ بھیڑ،بکری،ایک سال گائے،بھینس دوسال اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

(1)مشہور محدث و فقیہ علامہ ابوالحسین القدوریؒ فرماتے ہیں:" اِنَّ الْفُقَهَاءَ قَالُوْا......وَالثَّنِى[مِنَ الْغَنَمِ] اِبْنُ سَنَةٍ وَالثَّنِى مِنْهُ [مِنَ الْبَقَرِ]اِبْنُ سَنَتَيْنِ وَالثَّنِى[مِنَ الْاِبِلِ] اِبْنُ خَمْسٍ "۔(الفتاویٰ عالمگیریہ ج ۵ ص ۳۶۷)

ترجمہ: حضرات فقہاء کرام یہ فرماتے ہیں کہ بھیڑ بکری ایک سال کی،گائے دوسال اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔

(2)محدث و فقیہ علامہ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:"وَالثَّنِى مِنَ الضَّأنِ وَالْمَعْزِ اِبْنُ سَنَةٍ وَمِنَ الْبَقَرِ اِبْنُ سَنَتَيْنِ وَمِنَ الْاِبِلِ اِبْنُ خَمْسِ سِنِيْنَ "۔(البحر الرائق ج ۸ ص ۲۰۱ کتاب الاضحیہ)

ترجمہ: بھیڑ اور بکری ایک سال کی،اور گائے دو سال کی،اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔

اور یہی تعریف ان کتب میں بھی موجود ہے:

(1)بذل المجہود شرح سنن ابی داود ج ۴ ص ۷۱۔

(2)تکملہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۵۵۸۔

نمبر(2)مذکورہ حدیث میں "مسنہ" نہ ملنے کی صورت میں "جَذْعَةً مِّنَ الضَّأنِ "کا حکم فرمایا اس سے مراد وہ دنبہ ہے جو چھ ماہ کا

islamicbooksinpdf.blogspot.com

ہو، مگر دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو۔

چنانچہ علامہ زین الدین ابن نجیمؒ (م ۹۷۰ھ) فرماتے ہیں: ''وَقَالُوا هٰذَا اِذَا كَانَ الْجَذَعُ عَظِيْماً بِحَيْثُ لَوْخَلَطَ بِالثَّنِيَّاتِ يَشْتَبِهُ عَلَى النَّاظِرِيْنَ وَالْجَذَعُ مِنَ الضَّأنِ مَا تَمَّتْ لَهُ سِتَّةُ اَشْهُرٍ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ''۔

(البحر الرائق ج۸ ص۲۰۲ کتاب الاضحیہ)

ترجمہ: حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ دنبہ ہے جو اتنا بڑا ہوا گر اس کو سال والے دنبوں میں ملا دیا جائے تو دیکھنے میں سال والوں کے مشابہ ہو اور حضرات فقہاء کے نزدیک جذع (دنبہ) وہ ہے جو چھ ماہ مکمل کر چکا ہو۔

شرکاء اوران کی تعداد

قربانی کا جانور اگر اونٹ گائے یا بھینس ہو تو اس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں:

دلیل (1) ''عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَّشْتَرِكَ فِي الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِّنَّا فِيْ بَدَنَةٍ''۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۲۴ باب جواز الاشتراک الخ)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم آپ ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات (آدمی) شریک ہو جائیں۔

(2) ''عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَ عَنْ سَبْعَةٍ''۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۲۴ باب جواز الاشتراک الخ)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے ہم نے حدیبیہ والے سال آپ ﷺ کے ساتھ قربانی۔ چنانچہ اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے۔

اگر قربانی کا جانور بکری یا بھیڑ ہو تو وہ صرف ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے:

دلیل۔ ا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے: ''اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ عَلَیَّ بَدَنَةً وَاَنَا مُوْسِرٌ بِهَا وَلَا اَجِدُهَا فَاَشْتَرِيْهَا فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ يَّبْتَاعَ سَبْعَ شِيَاةٍ فَيَذْبَحُهُنَّ''۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۲۶ کتاب الاضاحی باب کم یجزی من الغنم عن البدنۃ)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ مجھ پر ایک بڑا جانور (اونٹ یا گائے) واجب ہو چکا ہے اور میں مالدار ہوں اور مجھے بڑا جانور نہیں مل رہا کہ میں اسے خرید لوں (لہذا اب کیا کروں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات بکریاں خرید لو اور انہیں ذبح کر لو۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے بڑے جانور کو سات بکریوں کے برابر شمار کیا اور بڑے جانور میں قربانی کے سات حصے ہو سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں معلوم ہوا کہ ایک بکری یا ایک دنبہ کی قربانی ایک سے زیادہ افراد کی طرف سے جائز نہیں۔

islamicbooksinpdf.blogspot.com

دلیل ۔۲۔حضرت عبداللہ بن عمر کا ارشاد ہے:" اَلشَّاۃُ عَنْ وَاحِدٍ" ۔(اعلاء السنن ج ۱۷ص ۲۱۰ باب ان البدنۃ عن سبعۃ بحوالہ بنایہ)ترجمہ: بکری ایک آدمی کی طرف سے ہوتی ہے۔

قربانی کے دن

قربانی کے تین دن ہیں 12.11.10 ذوالحجہ۔

دلیل ۔۱۔قال اللہ تعالیٰ:"لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ "۔(الحج:۲۸)

ترجمہ: تاکہ اپنے فوائد کیلئے آموجود ہوں اور ایام مقررہ میں ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:"فَالْمَعْلُوْمَاتُ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ" ۔(تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج۶ص ۲۶۱)

ترجمہ: ایام معلومات سے مراد یوم نحر(10 ذوالحجہ)اور اس کے بعد دو دن ہیں۔

دلیل :۔۲۔"عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِيْ بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْئٌ"۔(صحیح بخاری ج ۲ص ۸۳۵ باب مایؤکل من لحوم الاضاحی)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں جو شخص قربانی کرے تو تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہ رہنا چاہیئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں اس لئے کہ جب چوتھے دن قربانی کا بچا ہوا گوشت رکھنے کی اجازت نہیں تو پورا جانور قربان کرنے کی اجازت کہاں سے ہوگی؟

فائدہ: تین دن کے بعد قربانی کا گوشت رکھنے کی ممانعت ابتدائے اسلام میں تھی بعد میں اجازت دی گئی کہ اسے تین دن کے بعد بھی رکھا جاسکتا ہے۔(مستدرک حاکم ج۴ص ۲۵۹)

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ "جب تین کے بعد گوشت رکھنے کی اجازت مل گئی تو تین دن کے بعد بھی قربانی کی جاسکتی ہے" اس لیے کہ گوشت تو سارا سال بھی رکھا جاسکتا ہے تو کیا قربانی کی اجازت سارا سال ہوگی، ہرگز نہیں۔تین دن کے بعد قربانی کی اجازت نہ پہلے تھی نہ اب ہے۔

دلیل ۔۳۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں۔(مؤطا امام مالک ص ۴۹۷، کتاب الضحایا)

دلیل ۔۴۔" عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ :اَلنَّحْرُ يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ وَاَفْضَلُهَا يَوْمُ النَّحْرِ "۔

(احکام القرآن للطحاوی ج ۲ص ۲۰۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن (دس ذوالحجہ) اور اس کے بعد کے دو دن ہیں، البتہ یوم النحر (دس ذوالحجہ) کو قربانی کرنا افضل ہے۔

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت شہر والوں کے لیے نماز عید ادا کرنے کے بعد اور دیہات والوں کے لیے جن پر نماز جمعہ فرض نہیں صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے لیکن سورج طلوع ہونے کے بعد ذبح کرنا بہتر ہے۔(فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ شامی)

چنانچہ حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ:''سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَخْطُبُ فَقَالَ:اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهٖ مِنْ یَوْ مِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّیَ ثُمَّ نَرْ جِعَ وَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ یُقَدِّمُهٗ لِاَهْلِهٖ لَیْسَ مِنَ النُّسُکِ فِیْ شَیْئٍ''۔(صحیح بخاری ج۲ص۸۳۴ کتاب الاضاحی باب الذبح بعد الصلوٰۃ)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ہمارے اس عید کے دن میں سب سے پہلا کام یہ ہے ہم نماز پڑھیں پھر واپس آ کر قربانی کریں جس نے ہمارے اس طریقہ پر عمل کیا یعنی عید کے بعد قربانی کی تو اس نے ہمارے طریقے کے مطابق درست کام کیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تو وہ ایک گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کیا ہے اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عید سے پہلے قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے، دیہات میں چونکہ نماز عید کا نہیں ہے اس لئے وہاں اس شرط کا وجود ہی نہیں تو ان کے لیے یہ حکم نہ ہوگا۔ وہاں قربانی کے وقت کا شروع ہونا ہی کافی ہوگا اور اس کا آغاز طلوع فجر سے ہو جاتا ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

جس مرد وعورت میں قربانی کے ایام میں درج ذیل باتیں پائی جاتی ہوں اس پر قربانی واجب ہے:

(۱) مسلمان ہو۔ دلیل:''لِاَنَّهَا قُرْ بَةٌ وَالْکَافِرُ لَیْسَ مِنْ اَهْلِ الْقُرَبِ''۔(بدائع الصنائع ج۴ص۱۹۵)

ترجمہ: قربانی عبادت وقربت کا نام ہے اور کافر عبادت اور قربت کا اہل نہیں۔

(۲) آزاد ہو۔ دلیل:لِاَنَّ الْعَبْدَ لَا یَمْلِکُ''۔(البحر الرائق ج۲ص۱۷۱)

ترجمہ: قربانی غلام پر واجب نہیں کیوں کہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔

(۳) صاحب نصاب ہو۔ دلیل:'' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ کَا نَ لَهٗ سَعَةٌ وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا''۔(سنن ابن ماجہ ص۲۲۶ باب الاضاحی ھی واجبۃ ام لا)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو وسعت ہو اس کے باوجود قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے لیے صاحبِ وسعت ہونا ضروری ہے جسے 'صاحب نصاب' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)

(۴) مقیم ہو۔ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ دلیل: " عَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ لَیْسَ عَلَی الْمُسَافِرِ اُضْحِیَّۃٌ "۔ (المحلیٰ بالآثار لابن حزم ج ۶ ص ۳۷، مسئلہ نمبر ۹۷۹)

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

قربانی کا نصاب

قربانی واجب ہونے کا نصاب وہی ہے جو نصاب صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کا ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۵ ص ۳۶۰، کتاب الاضحیہ)

پس جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر قربانی کرنا واجب ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ ج ۱ ص ۱۶۰، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ ومن لا یجوز)

یاد رہے کہ وہ اشیاء جو ضرورت و حاجت کی نہ ہوں بلکہ محض نمود و نمائش کی ہوں یا گھروں میں رکھی ہوئیں ہوں اور سارا سال استعمال میں نہ آتی ہوں تو وہ بھی نصاب میں شامل ہوں گی۔ (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۱۵۹۔ ۱۵۸، ردالمحتار ج ۳ ص ۳۴۶ باب مصرف الزکوٰۃ والعشر)

عمومی مسائل

(1) خصی جانور کی قربانی کرنا جائز بلکہ افضل ہے۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۸۶ باب ما یستحب من الضحایا)

(2) اگر کوئی آدمی عقیقہ کی نیت سے قربانی کے جانور میں اپنا حصہ رکھ لے تو یہ جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیریہ ج ۵ ص ۳۷۵)

(3) ایسا لنگڑا جانور جو چلتے وقت پاؤں زمین پر بالکل نہ رکھ سکتا ہو اس کی قربانی جائز نہیں البتہ اگر وہ چلنے میں اس پاؤں سے کچھ سہارا لیتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۸۷، ردالمحتار ج ۹ ص ۵۳۶ کتاب الاضحیہ)

(4) اگر جانور کے اکثر دانت ٹوٹے ہوئے ہوں کہ چارہ بھی نہ کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہاں اگر چارہ کھا سکتا ہو تو قربانی جائز ہے۔ (ردالمحتار ج ۹ ص ۵۳۷ کتاب الاضحیہ)

(5) جس جانور کی پیدائشی طور پر ایک یا دونوں کان نہ ہوں یا کان کا تیسرا یا اس سے زیادہ حصہ کٹا یا چرا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ ہاں اگر تیسرے سے کم حصہ کٹا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (جامع الترمذی ج ۱ ص ۲۷۵ باب الاضاحی، ردالمحتار ج ۹ ص ۵۳۷ کتاب الاضحیہ)

(6) اگر جانور کا سینگ ٹوٹا ہوا ہے لیکن جڑ سے نہیں اکھڑا تو اسکی قربانی جائز ہے اور اگر جڑ سے اکھڑ چکا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (سنن طحاوی ج ۲ س ۲۷۱ باب العیوب التی لا یجوز الھدایا والضحایا، ردالمحتار ج ۹ ص ۵۳۵ کتاب الاضحیہ)

(7) جانور کی دم اگر تہائی سے کم کٹی ہوئی ہو تو قربانی جائز ہے اگر تہائی یا اس سے زائد کٹی ہوئی ہو تو قربانی جائز نہیں ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۷ ص ۲۳۷، فتاویٰ عالمگیریہ ج ۵ ص ۳۶۸)

(8) گائے یا بھینس وغیرہ کا ایک تھن خراب اور باقی تین ٹھیک ہوں تو قربانی جائز ہے اور اگر دو تھن خراب ہوں تو قربانی جائز

نہیں اسی طرح بکری وغیرہ کا ایک تھن خراب ہو تو قربانی جائز نہیں۔(المعجم الاوسط ج ۲ ص ۳۷۴ رقم ۳۵۷۸، فتاویٰ عالمگیریہ ج ۵ ص ۳۶۸)

(9) جانور اگر اندھا ہو یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی نہ ہو تو اسکی قربانی جائز نہیں ہاں اگر روشنی تہائی سے کم جاتی رہے تو قربانی جائز ہے۔(فتاویٰ عالمگیریہ ج ۵ ص ۳۶۸)

(10) ذبح کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان ہو، لہذا مشرک، مجوسی، بت پرست، اور مرتد کا ذبیحہ حرام ہے۔(بدائع الصنائع ج ۴ ص ۱۶۴)

گوشت کا حکم

افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں ایک حصہ اپنے گھر کے لیے، ایک حصہ رشتے داروں اور دوست واحباب کے لیے اور ایک حصہ فقراء ومساکین میں تقسیم کیا جائے، ہاں اگر عیال زیادہ ہوں تو سارا گوشت خود بھی رکھ سکتے ہیں۔(فتاویٰ عالمگیریہ ج ۵ ص ۳۷۱۔۳۷۰) اگر قربانی کے جانور میں کئی حضرات شریک ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازے سے تقسیم کرنا جائز نہیں ۔(البحر الرائق ج ۸ ص ۱۹۸)

قربانی کا گوشت فروخت کرنا یا اجرت میں دینا جائز نہیں۔(بدائع الصنائع ج ۴ ص ۲۲۵)

قربانی کی کھال کا حکم

قربانی کی کھال اپنے ذاتی استعمال میں لا سکتے ہیں مثلاً مصلیٰ، مشکیزہ وغیرہ بنا سکتے ہیں البتہ اس کو فروخت کر کے قیمت استعمال میں لانا جائز نہیں بلکہ فقراء کو دینا واجب ہے۔(عالمگیری ج ۳ ص ۳۷۲)

نیز: کھال کی قیمت مسجد کی تعمیر میں نہیں لگائی جاسکتی اسی طرح کسی فلاحی ادارہ میں بھی اس کا خرچ کرنا درست نہیں کیوں کہ اس میں ضروری ہے کہ اس کا فقراء ومساکین کو مالک بنا دیا جائے، لہذا بہتر یہ ہے کہ قربانی کی کھال کسی دینی مدرسہ اور جامعہ کے طلباء کو دی جائے کیوں کہ اس میں ان کی امداد کرنے کا ثواب بھی ہے اور علم دین کے احیاء کا سبب بھی۔